Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
January 21, 2026

An Analytical Study of the Factors behind Reliance on Reason in Understanding the Qur'an in the Contemporary Era

عصرِ حاضر میں قرآن فہمی میں عقل پر انحصار کے اسباب کا تجزیاتی مطالعہ

Saad Akhtar
Ph.D Scholar, Department of Islamic Thought, History & Culture
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Email: saadakhtar443@gmail.com

Dr. Hafiz Tahir Islam
Assistant Professor, Department of Islamic Thought, History & Culture
Allama Iqbal Open University, Islamabad

Abstract

Modern Qur'anic interpretation has increasingly emphasized reason and rational thinking. While reasoning has always played an important role in understanding the Qur'an, excessive reliance on it without adequate engagement with traditional interpretive methods has led to significant shifts in meaning and understanding. This study looks at why contemporary interpreters are leaning so heavily on rational approaches and what historical and intellectual influences have shaped this trend. By analyzing classical tafsīr works, modern Islamic scholarship and current academic discussions, the research compares traditional interpretive methods with newer approaches influenced by secular ideas. The study finds that several factors encourage over-reliance on reason: the influence of Western thought, the desire for social recognition and intellectual approval, weak grounding in classical methods, existing personal or ideological biases and even AI-generated interpretations. The AI can be incomplete or inaccurate due to limited data. The study concludes that excessive dependence on reason can lead to interpretations that stray from the established principles of tafsīr and move away from the authentic understanding preserved by the Companions, the Successors and the early generations who reliably conveyed the Prophet's intended meaning.

Keywords: Rationalist Interpretation, Qur'anic Hermeneutics, Modern Thought, Cognitive Bias, AI Limitations, Epistemology

تعارف

قرآنِ مجید انسانیت کے لیے ابدی ہدایت کا سرچشمہ ہے اور بطور خاص امت مسلمہ کیلیے مصدر قانون اور ماخذ شریعت ہے۔ جو وحیِ الٰہی پر مبنی علم و بصیرت کا کامل منبع ہے۔ لہذا اس سے اخذ مسائل واحکام کو انسانی خواہشات اور اس کے محدود عقل و فہم سے حاصل شدہ افکار وخیال کا کھلونا نہیں بنایا جاسکتا۔ عصرِ حاضر میں قرآن فہمی

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: January 21, 2026

کے مختلف رجحانات نے عقل کو بطورِ خاص گویا واحد ذریعۂ فہم وتاویل کے طور پر پیش کرنا شروع کیا ہے۔اگرچہ عقل اسلامی روایت میں ایک معتبر مگر محدود وسیلہ تفہیم ہے۔لیکن جب عقل کو روایتی اصولِ تفسیر سے الگ کر کے حد سے زیادہ ترجیح دی جاتی ہے تو اس کے نتیجے میں نمایاں تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں جو کہ نہایت خطرناک ہیں۔عقل پر اس غیر متوازن انحصار نے وحی کی بالادستی کے تصور کو پسِ پشت ڈال دینے کیساتھ ساتھ صاحب قرآن و فہم سلف کو بھی بے معنی و غیر ضروری تصور کر لیا ہے۔جس کے نتیجے میں تفسیرِ قرآن میں فکری انحرافات،اجتہادی بے اعتدالیاں اور تعبیرِ دین میں تضادات پیدا ہوئے ہیں۔

لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اس بات پر غور کیا جائے کہ آیا کونسے عوامل ایسے ہیں جن کی وجہ سے عموما عقل کو ہی کافی وشافی تصور کر لیا جاتا ہے۔یہ تحقیق اسی فکری بحران کا تجزیاتی مطالعہ ہے کی جس میں تاریخی و فکری بنیادوں پر یہ جاننے کی کوشش کی گئی ہے کہ آخر عصر حاضر میں کن فکری، سماجی اور تہذیبی عوامل نے قرآن فہمی میں عقل پر انحصار کے رجحان کو جنم دیا۔اس تحقیق میں ہم تمہیدی طور پر قرآنِ مجید کی تفسیر و تعبیر میں عقل کے استعمال کی حدود وامکانات،عقلی تفسیر و تعبیر کے تین بنیادی تاریخی ادوار اور بطور خاص عصرِ حاضر میں قرآن فہمی میں عقل پر انحصار کے اسباب کا تجزیاتی مطالعہ کریں گے۔جس سے یہ بات عیاں ہو گی کی آخر وہ کونسے اہم اسباب ہیں جو عقل پر انحصار کی وجہ بن رہے ہیں۔

فہم قرآن میں عقل واجتہاد کی ضرورت پر چند دلائل

انسان کو اللہ تعالی نے بہت سی ظاہری اور باطنی نعمتوں سے نوازا ہے۔ان بے شمار نعمتوں میں عقل انسان کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔بلکہ یہی وہ بنیادی نعمت ہے کہ جس کی بدولت انسان جانوروں سے ممتاز نظر آتا ہے۔قرآن کریم اور کتب احادیث میں بہت سے مقامات پر انسان کو غور و فکر عقل واجتہاد کو نہ صرف جائز قرار دیا گیا ہے بلکہ اس کی بھرپور ترغیب بھی دی گئی ہے۔جس طرح آپ دیکھیں کہ آیت کونیہ میں غور وفکر اور تحقیق سے انسان بہت سے اسرار رموز تک پہنچتا ہے۔اسی طرح قرآن کریم کی آیات میں جب انسان تدبر و تفکر کرتا ہے تو شریعت اسلامیہ اور کلام الٰہی کے معارف و دقائق منکشف ہوتے ہیں۔

قرآن کریم،حدیث مبارکہ اور صحابہ اکرم سے چند دلائل جن میں عقل و فہم کے استعمال کی ترغیب شامل ہے۔

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ[1]

ترجمہ: یہ بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اس لئے نازل فرمایا ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور وفکر کریں اور عقلمند اس سے نصیحت حاصل کریں۔[2]

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا[3]

ترجمہ: کیا یہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر ان کے تالے لگ گئے ہیں۔

[1] سورہ ص:29
[2] ترجمہ جوناگڑھی
[3] سورۃ محمد:24

OPEN ACCESS
CC BY

Published:
January 21, 2026

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ[4]

ترجمہ: یہ ذکر (کتاب) ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں، شاید کہ وہ غور و فکر کریں۔

لَقَد نَزَلَتْ عَلَيَّ اللَّيلَةَ آيَةٌ، وِيلٌ لِمَن قَرَأَهَا وَلَم يَتَفَكَّرْ فِيهَا:إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ [5]

مکمل ترجمہ: عطا کہتے ہیں: میں اور عبید بن عمیر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، عبداللہ بن عمیر نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی تعجب انگیز عمل، جو آپ نے دیکھا ہو، بیان کریں۔ وہ رونے لگ گئیں اور کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات کو کھڑے ہوئے اور فرمایا: عائشہ! مجھے اپنے رب کی عبادت کرنے دو۔ میں نے کہا: بخدا! میں آپ کی قربت کو پسند کرتی ہوں، لیکن وہ چیز بھی پسند ہے جو آپ کو خوش کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے، وضو کیا اور پھر نماز شروع کر دی آپ مسلسل روتے رہے یہاں تک کہ آپ کی گود بھیگ گئی، پھر روئے اور روتے رہے حتی کہ زمین تر ہو گئی۔ اتنے میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نماز فجر کی اطلاع دینے کے لیے آئے، جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روتا پایا تو کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اتنا کیوں رو رہے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بن جاؤں، آج مجھ پر چند آیات نازل ہوئیں، اس آدمی کے لیے ہلاکت ہے جس نے ان کو پڑھا لیکن غور و فکر نہ کیا، آیات یہ ہیں: إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ...[6]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللَّهِ تَعَالَى يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ[7]

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو بھی قوم (جماعت) اللہ کے گھروں یعنی مساجد میں سے کسی گھر یعنی مسجد میں جمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرتی اور باہم اسے پڑھتی پڑھاتی ہے اس پر سکینت نازل ہوتی ہے، اسے اللہ کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے اسے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کا ذکر ان لوگوں میں کرتا ہے، جو اس کے پاس رہتے ہیں یعنی مقربین ملائکہ میں۔

عَنْ مَالِك، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ مَكَثَ عَلَى سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثَمَانِيَ سِنِينَ يَتَعَلَّمُهَا[8]

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ کو پہنچا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سورۂ بقرہ آٹھ برس تک سیکھتے رہے۔

فہم قرآن میں عقل و رائے سے اجتناب پر چند دلائل

[4] سورۃ النحل: 44
[5] سلسلہ احادیث صحیحہ: 68
[6] آل عمران: 190
[7] سنن ابی داؤد: 1455
[8] مؤطا امام مالک بروایت یحیی: 479

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
January 21, 2026

انسان کی باقی صفات کی طرح عقل بھی محدود ہے۔ایک انسان کی عقل اسکی عمر، علم، تجربہ، ذاتی رجحان اور مکان وزمان سے تبدیل ہو جاتی ہے۔اس لیے انسان کا صرف اپنی عقل پر ہی انحصار کسی طور درست نہیں۔قرآن، حدیث، صحابہ اکرام اور تابعین عظام سے بہت سے دلائل اس بات پر موجود ہیں جس میں عقل وذاتی رائے پر کلیتا بھروسے کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوٰىهُ وَأَضَلَّهُ اللهُ عَلٰى عِلْمٍ [9]

ترجمہ: کیاآپ نے اسے بھی دیکھا؟ جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے۔

وَمَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا [10]

ترجمہ: حالانکہ انہیں اسکا علم نہیں وہ صرف اپنے گمان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور بیشک وہم (وگمان) حق کے مقابلے میں کچھ کام نہیں دیتا۔

الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ [11]

ترجمہ: جو بغیر کسی سند کے جو ان کے پاس آئی ہو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں۔

عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ [12]

ترجمہ: جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے (اور اپنی صواب دید) سے کی، اور بات صحیح ودرست نکل بھی گئی تو بھی اس نے غلطی کی۔(اس روایت پر اگرچہ کلام ہے۔تاہم مسئلہ یہی ہے کہ علم ومعرفت کے بغیر کتاب اللہ کی تفسیر کرنا بہت بڑی اور بری جسارت ہے۔)

إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْتَزِعُ الْعِلْمَ مِنَ النَّاسِ انْتِزَاعًا، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعُلَمَاءَ، فَيَرْفَعُ الْعِلْمَ مَعَهُمْ وَيُبْقِي فِي النَّاسِ رُءُوسًا جُهَّالًا يُفْتُونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَيَضِلُّونَ وَيُضِلُّونَ [13]

ترجمہ: اللہ تعالی علم کو لوگوں سے یک لخت چھین نہیں لے گا بلکہ وہ علماء کو اٹھا لے گا اور ان کے ساتھ علم کو بھی اٹھا لے گا۔اور لوگوں میں جاہل سربراہوں کو باقی چھوڑدے گا جو علم کے بغیر لوگوں کو فتوے دیں گے، اس طرح خود بھی گمراہ ہوں گے اور (لوگوں کو بھی) گمراہ کریں گے۔

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ:أَيُّ أَرْضٍ تُقِلُّنِي، وَأَيُّ سَمَاءٍ تُظِلُّنِي، إِنْ قُلْتُ فِي كِتَابِ اللهِ مَا لَا أَعْلَمُ [14]

[9] سورۃ الجاثیہ:23
[10] سورۃ النجم:28
[11] سورۃ غافر:35
[12] ترمذی:2952
[13] الصحیح المسلم:2673
[14] المصنّف لابن أبي شيبة: رقم:30694

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
January 21, 2026

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا: زمین کا کون سا قطعہ مجھے پناہ دے گا اور آسمان کا کون سا گوشہ مجھے سایہ فراہم کرے گا، اگر میں اللہ کی کتاب کے بارے میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے علم نہیں؟

قالَ الشَّعْبِيُّ:مَا جَاءَكُمْ بِهِ هَؤُلَاءِ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَخُذُوهُ، وَمَا كَانَ رَأْيَهُمْ فَاطْرَحُوهُ فِي الحُشِّ[15]

ترجمہ: جو چیز یہ لوگ تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے نقل کر کے لائیں، اسے قبول کرو، اور جو ان کی اپنی رائے ہو، اسے (یعنی چھوڑ دو) بیت الخلاء میں پھینک دو۔

ایک دوسری جگہ میں یہ الفاظ ہیں:

مَا حَدَّثُوكَ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَخُذْ بِهِ، وَمَا قَالُوا بِرَأْيِهِمْ فَبُلْ عَلَيْهِ [16]

ترجمہ: جو بات وہ تمہیں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے بیان کریں تو اسے قبول کرو، اور جو اپنی رائے سے کہیں، اس پر پیشاب کر دو۔

قرآن کی تفسیر میں عقل کا صحیح مقام

عقل واجتہاد سے کام لینا جائز ہے جب وہ قرآن اور احادیث صحیحہ کے مخالف نہ ہو اور اس میں اقوال سلف اور عربی لغت کو پیش نظر رکھ کر تفسیر کی گئی ہو۔ اور اس کے مد مقابل عقل کو قرآن، صاحب قرآن اور فہم سلف سے کلی یا جزوی اعتبار میں فوقیت دینا بالکل ناجائز ہے۔[1817] یہ بات بھی اہم ہے کہ صحیح عقل کبھی بھی صحیح نقل کے مخالف نہیں ہو سکتی۔[19]

عقلی تفسیر و تعبیر کے تاریخی ادوار اور فکری ارتقاء

وحی اور عقل کی کشمکش تو ابتدائے خلق انسان سے محسوس ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو اس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ گویا اپنی عقل واستدلال کی بنا پر کہا میں اسے سجدہ کیوں کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا اور جبکہ میں آگ سے پیدا کیا گیا ہوں۔ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کچھ یوں بیان کیا ہے۔

قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ ۖ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ [20]

ترجمہ: حق تعالیٰ نے فرمایا تو سجدہ نہیں کرتا تو تجھ کو اس سے کونسا امر مانع ہے جب کہ میں تم کو حکم دے چکا ہوں کہنے لگا میں اس سے بہتر ہوں آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور اس کو آپ نے خاک سے پیدا کیا۔

15 الاحکام فی اصول الاحکام ابن حزم

16 مصنف عبدالرزاق:20476، جامع بیان العلم ابن عبدالبر:1438

17 احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ، مقدمہ فی اصول التفسیر

18 تفسیر قرآن کے اصول و قواعد عبید الرحمن محسن

19 احمد بن تیمیہ، درء تعارض العقل والنقل

20 سورۃ الاعراف:12

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: January 21, 2026

یہ واقعہ ہمیں بتاتا ہے کہ عقل نے کیسے ابتدا میں وحی (حکم خداوندی) کی مخالفت کی اور نامراد ہوئی۔

پہلا دور: (خیر القرون) نبوی ﷺ دور اور صحابہ و تابعین تک

خیر القرون کے پہلے دور میں تفسیرِ قرآن کا بنیادی منہج وحی کی بالادستی، سنتِ نبوی ﷺ کی مرکزیت اور صحابہؓ و تابعین کے مستند فہم پر مکمل اعتماد پر قائم تھا۔ اس زمانے میں قرآن کی شرح و وضاحت براہِ راست اُن جلیل القدر صحابہ سے منتقل ہوئی جو تفسیر میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ جیسے ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ، اُبیّ بن کعبؓ، علیؓ، عائشہؓ، زید بن ثابتؓ اور دیگر اہلِ علم جنھوں نے نبی کریم ﷺ کی توضیحات کو محفوظ رکھا۔ انہی بنیادوں پر مختلف خطّوں میں چند نمایاں مکاتب وجود میں آئے۔ مکہ کا مکتب جس کی قیادت ابن عباسؓ کرتے تھے اور جہاں سے سعید بن جبیر، مجاہد، عکرمہ، طاؤس اور عطاء بن ابی رباح جیسے عظیم تابعین نے صاحب کتاب کی تفہیم، لغت، اسبابِ نزول اور فہمِ صحابہ کی روایت آگے بڑھائی۔ جبکہ مدینہ کا مکتب جس میں اُبیّ بن کعبؓ، زید بن ثابتؓ اور عائشہؓ کی علمی وراثت کے وارث تابعین جن میں محمد بن کعب قرظی، ابو العالیہ، زید بن اسلم اور قتادہ نے حدیث و اثر پر مبنی تفسیر کو مضبوط کیا۔ تیسرا بڑا مدرسہ کوفہ کا مکتب تھا جو ابن مسعودؓ کی قراءت، لغت اور فقہی بصیرت سے متاثر تھا۔ جہاں علقمہ، مسروق، شعبی، ابراہیم نخعی اور بعد میں تبع تابعین میں حماد و سفیان ثوری جیسے ائمہ نے عقل کو روایت کی روشنی میں برتا۔ ان معروف مراکز کے ساتھ بصرہ، شام اور یمن جیسے علاقوں میں بھی علمی حلقے موجود تھے جہاں وہاں کے صحابہؓ و تابعین مثلاً انس بن مالکؓ، ابو الدرداءؓ، معاذ بن جبلؓ اور ان کے شاگردوں نے اپنے ذوقِ علمی کے مطابق تفسیر کے ذخیرے کو وسعت دی۔ باوجود اس تنوع کے، پورے دور کا امتیازی وصف یہ تھا کہ کوئی بھی مفسر رائے، قیاس یا عقلی استدلال کو اُس وقت تک معتبر نہیں سمجھتا تھا جب تک وہ قرآن، سنت، اقوالِ صحابہ، لغتِ عرب اور معروف آثار کے مطابق نہ ہو۔ یہی مجموعی انضباط اس دور کو تفسیر کا سب سے زیادہ محفوظ، خالص اور معیاری مرحلہ بناتا ہے، جسے بعد کی تمام تفاسیر کے لیے معیار کی حیثیت حاصل رہی۔[21]

دوسرا دور: عقل و فلسفہ، متکلمین اور اصولی نقد

یونانی فلسفے کے افکار اُس وقت مسلم دنیا میں داخل ہوئے جب عباسی دور میں خلیفہ مأمون نے "بیت الحکمہ" کے قیام کے تحت بڑے پیمانے پر فلسفیانہ و سائنسی کتب کا ترجمہ کروایا۔ جس کے نتیجے میں فکری دنیا میں نئی بحثیں پیدا ہوئیں۔ اس علمی ماحول میں سب سے پہلا نمایاں طبقہ معتزلہ کا تھا۔ جس نے عقائد و تفسیر کے متعدد مباحث کو عقلِ محض کی بنیاد پر مرتب کیا اور صفاتِ باری، قضا و قدر اور متشابہات کی تعبیر میں نصوص کو عقلی اصولوں کے تابع کیا۔ اسی دور میں مسلم فلسفی جیسے الکندی، فارابی اور ابن سینا نے بھی عقلی و فلسفی روش کو علمی وقار دینے کی کوشش کی اور دینی نصوص کی تشریح میں یونانی منطق اور افلاطونی و ارسطوی اصولوں کو

[21] سراج الاسلام حنیف، مناہج المفسرین

OPEN ACCESS
CC BY

Published:
January 21, 2026

مرکزی حیثیت دی۔ جس سے عقل کی بالادستی کا رجحان مزید تقویت یافتہ ہوا۔ اس کے ردِّ عمل میں دوسرا طبقہ متکلمین کا سامنے آیا۔ جن میں اشاعرہ (ابوالحسن اشعری، امام باقلانی، امام جوینی، امام غزالی) اور ماتریدیہ (امام ماتریدی، نسفی) شامل تھے۔ اگرچہ ان کا مقصد معتزلہ اور فلسفیانہ تعبیرات کا جواب دینا تھا لیکن علمی مجبوریوں اور مناظرانہ ضرورتوں کے تحت انہوں نے بھی بہت سے مقامات پر منطق و فلسفہ کے اصولوں کو استعمال کیا۔ جس سے تفسیرِ نصوص میں ایک توجیہی اور جدلی منہج پروان چڑھا۔ اس تمام فکری کشمکش کے دوران ایک تیسرا اصولی رجحان بھی سامنے آیا۔ جس کی نمایاں شخصیات ابن تیمیہ اور ابن قیم تھیں۔ ان کے نزدیک فلسفیانہ تعبیرات اور متکلمین کے بعض جوابی طریقے نصوص کے اصل فہم اور منہجِ سلف سے جزوی طور پر مختلف سمت پیدا کر دیتے تھے۔ اس لیے انہوں نے اصولی سطح پر نقد پیش کیا اور نصوص کے ظاہری و مقصودی توازن اور فہمِ سلف کی طرف واپسی کو بنیادی معیار قرار دیا۔ یوں اس دور میں تفسیر و کلام کے مباحث تین بڑے دھاروں میں تقسیم ہو گئے:

1. وہ گروہ جو عقل و فلسفہ کو اولین معیار سمجھتا تھا (معتزلہ و فلسفی)
2. وہ طبقہ جو عقل و نقل کی تطبیق کے ذریعے ردّ و جواب کا منہج اختیار کرتا تھا (اشاعرہ و ماتریدیہ)
3. وہ اصولی حلقہ جو نصوص کے براہِ راست فہم اور سلف کے منہج کو اساس مانتا تھا (ابن تیمیہ، ابن قیم وغیرہ)۔

یہی تینوں رجحانات بعد کے صدیوں میں عقلی تفسیر، اصولِ تفسیر اور علمِ کلام کے مباحث کی بنیادی تشکیل کا سبب بنے۔[22][23]

تیسرا دور: استعمار سے جدید سائنس و ٹیکنالوجی اور AI تک

عالمِ اسلام تیسرے دور میں داخل ہونے سے قبل تک مجموعی طور پر ایک طویل عرصے تک سیاسی، تہذیبی اور علمی غلبے کا حامل رہا۔ برصغیر میں غزنوی، غلامان، خلجی، تغلق، لودھی اور مغل سلطنتیں جبکہ دوسری جانب عباسیہ کے بعد عثمانی سلطنت صدیوں تک ایک طاقتور مرکز رہی۔ جن کی موجودگی میں مسلمان علمی، فقہی، تمدنی اور عسکری میدانوں میں اقوامِ عالم پر پیش قدمی رکھتے تھے اور مغربی دنیا فکری طور پر ابھی مسلمانوں پر غالب نہیں ہوئی تھی۔ تاہم یورپ میں مذہب اور کلیسا کے تصادم، اصلاحِ مذہب (Reformation)، نشاۃ ثانیہ (Renaissance) اور سائنسی انقلاب کے نتیجے میں جو فکری موجیں پیدا ہوئیں وہ براہِ راست استعمار کی حکمرانی کے ذریعے مسلم دنیا میں منتقل ہوئیں۔[24]

[22] زہدی حسن جاراللہ، المعتزلہ
[23] فاطمہ اسماعیل المصری، العقل والقرآن
[24] J. M. Roberts The Penguin History of the World

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: January 21, 2026

جب اٹھارویں صدی کے اواخر سے استعماریت نے مسلم معاشروں کو سیاسی، تعلیمی، علمی اور تہذیبی سطح پر کمزور کیا تو مسلمان حاکم قوم سے محکوم قوم میں تبدیل ہو گئے۔ محکومیت کے ساتھ فکری مرعوبیت، مغربی نظریات کی برتری کا احساس اور مذہب کو عقل، سائنس اور سیکولر اصولوں کے تابع کرنے کی سوچ پروان چڑھنے لگی۔ استعمار نے نہ صرف مسلم دنیا کے سیاسی ڈھانچے کو منہدم کیا بلکہ ان کے علمی اعتماد، دینی روایت اور موروثی منہجِ تفسیر میں بھی بے یقینی پیدا کی۔ اس دور میں مغربی فلسفہ، سیکولر فکر، لبرل اقدار، تاریخی تنقید اور انسانی عقل پر مطلق انحصار کی تحریکیں مسلم ذہن میں سرایت کرنے لگیں۔

اسی کے ساتھ جدید سائنس کی بالادستی، تجربہ و مشاہدہ کو حتمی معیارِ صداقت قرار دینے کی روش، مادیت، نیچرازم اور انسانیت پرستی کے نظریات نے غیب، تقدیر، معجزات اور وحی کے بنیادی اصولوں پر عقلی نظرِ ثانی کا رجحان پیدا کیا۔ نئے نظامِ تعلیم نے دینی علوم کو کمزور اور سائنسی ذہن کو مضبوط کیا۔ یوں قرآن فہمی میں متن کے بجائے انسانی تجربے، خواہشات اور معاصر ذہن کو معیار بنانے کا رجحان بڑھا۔ پھر ٹیکنالوجی، ڈیجیٹل دنیا اور مصنوعی ذہانت نے اس بحران کو مزید پیچیدہ بنا دیا۔ سوشل میڈیا نے ہر فرد کو اپنی مرضی کی دینی تشریح و تعبیر کی تشکیل دینے کا موقع دیا، جہاں اکثر نصوص اور فہم سلف سے زیادہ جذبات، خواہشات اور آن لائن رجحانات کی پیروی ہونے لگی۔

استعمار، سائنس، سوشل میڈیا سے بڑھ کر اب انحصار اے آئی پر ہونے لگا جس کے پاس ڈیٹا کی محدودیت، پرامپٹ کے مختلف ہونے، ماضی کے ریکارڈ سے جوابات کی تبدیلی ہو جاتی ہے مگر استعمال کرنے والا اسے حتمی و کافی بھی سمجھتا ہے اور میڈیا پر دوسروں سے بھی شئیر کرتا ہے۔ یوں آج عقل، سائنس، خواہشِ نفس، ڈیجیٹل کلچر اور AI سب مل کر ایک ایسا فکری نظام تشکیل دے رہے ہیں جو وحی کے مقابل اپنی خود مختار تعبیر پیش کرتا ہے۔ اس ہمہ جہتی بحران میں وہی تفسیر معتبر رہتی ہے جو وحی کی قطعی بالادستی، منہجِ سلف، نصوص کی حجیت اور عقل کی محدود مگر جائز حیثیت کو ملحوظ رکھتی ہے تاکہ مسلمان ان فکری موجوں میں بہہ کر دین کو عقل، خواہش یا ٹیکنالوجی کے تابع نہ کر دیں۔

عصرِ حاضر میں عقلی تفسیر و تعبیر کے اسباب و عوامل

تیسرے دور جو کہ استعمار سے اے آئی تک پھیلا ہوا ہے۔ اس دور میں عقلی تفسیر و تعبیر کے اہم اسباب و عوامل مندرجہ ذیل ہیں۔ ان کو دو اہم تناظر میں دیکھا جا سکتا ہے۔ پہلے وہ اسباب جو اس دور میں خاص رہیں ہیں اور دوسرا وہ اسباب جو اس دور میں اور ماضی دونوں میں مشترک نظر آتے ہیں:

وہ اسباب جو اس دور میں خاص ہیں:

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
January 21, 2026

1. استعمار کی آمد سے محکوم قوم پر اثرات:

استعمار کے دورنے مسلم معاشروں میں مذہبی فکر اور تفسیر کے پورے ڈھانچے کو جھنجوڑ کر رکھ دیا۔ برطانوی و فرانسیسی نوآبادیاتی اثرات کے نتیجے میں جدید سائنسی تعلیم، عقلیت پسندی، تاریخی تنقید اور مغربی علمی منہاج مسلم دنیا میں داخل ہوئے۔ اس نے کلاسیکی دینی مدارس کے علم کو کمزور کیا اور مذہب کو ''سماجی پسماندگی'' کے زاویے سے دیکھنے کی فضا پیدا کی۔ اس ماحول میں مسلمانوں نے اسلام کے تعارف کو زیادہ عقلی، علمی اور جدید دنیا کے قابل قبول انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی۔ جس نے عقلی تفسیر و تعبیر کی بنیادیں مضبوط کیں۔[25][26] مندرجہ ذیل دو اہم نام اس تناظر میں دیکھے جا سکتے ہیں:

سر سید احمد خان:

برطانوی استعمار کے سیاسی و فکری غلبے نے مسلمان معاشروں کے ذہنی و علمی ڈھانچے پر گہرا اثر ڈالا۔ برصغیر میں سر سید احمد خان ان اولین مسلم مفکرین میں شمار ہوتے ہیں جنھوں نے نوآبادیاتی دور کے سائنسی و عقلی منہاج کو قبول کرتے ہوئے قرآن کی ایسی تعبیر پیش کی جسے جدید عقلیت پر مبنی تفسیر کہا جاتا ہے۔ سر سید کا بنیادی مقدمہ یہ تھا کہ "قانونِ فطرت (Laws of Nature) "اللہ کی غیر متبدل سنت ہے۔ اس لیے قرآن کی ایسی تمام تفسیری توضیحات جو مشاہداتی یا سائنسی قانون کے خلاف ہوں انہیں از سرِ نو تعبیر کیا جانا چاہیے۔ اسی اصول کے تحت انہوں نے معجزات کی روایتی تعبیرات کو عقلی ڈھانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی۔ مثلاً: انہوں نے فرشتوں، جنّات اور معجزات کی اکثر تعبیرات کو "طاقتوں" یا "طبعی قوانین" سے تعبیر کیا۔ اس رجحان کی واضح مثال ان کی تفسیر القرآن میں نظر آتی ہے جہاں وہ بارہا یہ موقف دہراتے ہیں کہ قرآن کا پیغام فطرت کے قوانین سے متصادم نہیں ہو سکتا۔ متعدد جدید محققین نے لکھا ہے کہ سر سید کا یہ رجحان محض علمی نہیں تھا بلکہ استعماری دور کے دباؤ، مغربی عقلیت کی برتری کے احساس اور مسلمانوں کی سماجی پسماندگی کے تجزیے سے براہِ راست متاثر تھا۔ جدید تحقیقی جائزے خصوصاً اس بات کو اُبھارتے ہیں کہ سر سید کے ہاں تفسیرِ قرآن میں عقل و سائنس کو معیار بنانا دراصل نوآبادیاتی فکری چیلنج کا جواب تھا۔[27][28]

محمد عبدہ:

محمد عبدہ عرب دنیا میں وہ نمایاں نام ہیں جنھوں نے نوآبادیاتی حالات، یورپی علمی یلغار اور مسلم معاشروں میں زوال کے اسباب کا جائزہ لیتے ہوئے ایک ایسی فکری و تفسیری تحریک کی بنیاد رکھی جسے بعد میں ''اسلامی جدیدیت (Islamic Modernism) '' کہا گیا۔ عبدہ کے نزدیک قرآن کو اس انداز میں سمجھنا ضروری

[25] Fazlur Rahman, Islam and Modernity, 1982.
[26] Albert Hourani, Arabic Thought in the Liberal Age, 1962.
[27] A Review of Modernist Tendencies in Sir Syed Ahmad Khan's Tafsir Al-Qur'an in the Context of Islamic Thought, Pakistan Journal of Qur'ānic Studies.
[28] Rasool, Shahida, Aziza Saeed, and Babar Naseem Aasi. 2022. "Sir Syed's Religious Thoughts and Neo-Post-Colonial Aspect." *Webology* 19, no. 1: 8281–8287.

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: January 21, 2026

تھا جو عقل، اخلاقی اصولوں اور معاشرتی اصلاح کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو، اور اُن کی فکر میں یہ تبدیلی براہِ راست استعمار کے زیرِ اثر عرب معاشروں کے تجربات سے پیدا ہوئی۔ انہوں نے تفسیرِ قرآن میں ”معقولیت (Rationalism) “کو بنیادی اصول کے طور پر اپنایا اور متعدد مقامات پر روایتی تفسیری اقوال میں ترمیم کی، مثلاً انہوں نے بعض مافوق الفطرت امور کی تعبیرات کو اخلاقی اور عقلی معانی میں ڈھالنے کی کوشش کی۔ عرب و مغربی محققین کے مطابق عبدہ کا یہ فکری رجحان دراصل اس سیاسی و سماجی بحران کا ردِ عمل تھا جس نے شام، مصر اور پورے عرب خطے کو استعمار کے دور میں گھیر رکھا تھا، اور اسی بحران میں وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ اسلام کی بقا اور ترقی عقلی و اخلاقی تعبیرات کے بغیر ممکن نہیں۔ ان کی تفسیری فکر پر آج بھی متعدد علمی و تحقیقی مضامین موجود ہیں جو واضح کرتے ہیں کہ عبدہ کی روش محض اجتہادی نہیں بلکہ نو آبادیاتی فکری دباؤ کا نتیجہ بھی تھی۔[29]

مثلا: محمد عبدہ نے سورۃ الفیل کے واقعے میں روایتی طور پر سمجھے جانے والے معجزاتی پرندوں طیرًا أبابیلکی تعبیر کو معجزاتی واقعہ قرار دینے کے بجائے قدرتی وبایا طبعی اسباب کے ذریعے ہونے والی ہلاکت کے طور پر سمجھا، تاکہ قرآنی بیان کو عقل اور قوانینِ فطرت سے ہم آہنگ کیا جاسکے۔ یہ تعبیر انہوں نے تفسیر المنار میں بیان کی ہے۔[30]

2. مستشرقین کی علمی یلغار اور متن پر تنقیدی نگاہ

استعمار کے ساتھ مستشرقین کی علمی مداخلت نے قرآن فہمی پر نئی فکری جہتیں کھول دیں۔ گولڈ زیہر، نکلسن، میکڈونلڈ، رچرڈ بیل اور وانسبرو جیسے محققین نے قرآن، حدیث اور اسلامی روایات پر تاریخی وادبی تنقید پیش کی۔ ان کے تحقیقی اعتراضات نے مسلم علمی دنیا کو مجبور کیا کہ وہ دفاعی و تحقیقی طور پر قرآن کی تفسیر میں عقلی اصول، لسانیاتی مطالعے اور تاریخی تناظر کو زیادہ شامل کرے۔ اس ردِ عمل نے عقلی تفسیر کے رجحان کو شدت اور سمت دی۔[31][32][33][34] [35]

رشید رضا:

رشید رضا اگرچہ روایت کے زیادہ قریب تھے مگر چونکہ وہ براہ راست محمد عبدہ کے شاگرد تھے، اس لیے ان کی تفسیر میں بھی عقلی، اجتماعی اور عصری رجحان نمایاں ہے۔ استعمار کے دور میں مستشرقین کی طرف سے قرآن پر اٹھنے والے اعتراضات خاص طور پر تاریخی، اخلاقی اور سائنسی اعتراضات نے انہیں مجبور کیا کہ وہ تفسیر

[29] Shuaibu Umar Gokaru, “Modernist and Reformist Islamic Thought: A Comparative Study of the Contribution of Sir Sayyid Ahmad Khan and Muhammad ‘Abduh to Religious Literacy,” SAJRP 1, no. 2 (July/August 2020): 71.
[30] Muhammad ʿAbduh, *Tafsir al-Manar*, vol. 1 (Cairo: Dar al-Manar, 1947), 365–368
[31] Ignaz Goldziher, *Introduction to Islamic Theology and Law*, 1981.
[32] Edward Said, *Orientalism*, 1978.
[33] John Wansbrough, *Quranic Studies*, 1977.
[34] Richard Bell, *Introduction to the Qur’an*, 1953.
[35] Islam and Orientalist by Dr Hafiz Zubair

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
January 21, 2026

المنار میں عقلی استدلال اور معاشرتی اصلاح کے اصولوں کو سامنے رکھیں۔ اُن کی بعض تاویلیں (خصوصاً معجزات و ملائکہ کے ابواب میں محمد عبدہ سے اتفاق) بعد کے ناقدین کے نزدیک جزوی استشراقی اثر سمجھی گئیں۔ اس رجحان پر متعدد تحقیقی مقالات اور نقد موجود ہے۔[36]

مثلاً: رشید رضا نے سورۃ الانفال (آیت 12) میں ملائکہ کی مدد کو روایتی طور پر ماورائی لشکر کی صورت میں لینے کے بجائے یہ وضاحت کی کہ اس سے مراد اہلِ ایمان کے دلوں میں ثبات، حوصلہ اور نفسیاتی تقویت کا پیدا ہونا بھی ہو سکتا ہے، اور یہ مدد اللہ کے مقرر کردہ اسباب کے تحت واقع ہوئی؛ یہ تعبیر انہوں نے تفسیر المنار میں بیان کی ہے۔[37]

فضل الرحمٰن:

فضل الرحمٰن کو براہ راست مستشرقین کی تربیت نہیں ملی، مگر ان کی hermeneutic فکر اور "Ethico-Legal Interpretation" میں مغربی تنقیدی منہاج کا اثر نمایاں ہے۔ انہوں نے قرآن کو "اخلاقی مقاصد کی کتاب" قرار دیے جانے کے تناظر میں متعدد روایتی احکام کی نئی تعبیرات کیں، جن کے متعلق ناقدین نے لکھا کہ یہ "عقل کو نص پر مقدم کرنے کا رجحان" ہے۔ ان پر مستشرقین کے اثرات کے بارے میں واضح اور مضبوط علمی نقد پاکستان، مصر اور ترکی کے مقالات میں موجود ہے۔[39][38]

مثلاً: فضل الرحمٰن نے حدِّ سرقہ (چوری کی سزا) کی روایتی فقہی تعبیر کو حرفی طور پر لازم سمجھنے کے بجائے یہ مؤقف اختیار کیا کہ قرآن میں اس حکم کا اصل مقصد معاشرتی عدل، اخلاقی اصلاح اور جرم کی روک تھام ہے۔ لہٰذا سزا کی صورت حالات اور سماجی سیاق کے مطابق متعین ہو سکتی ہے۔ یہ تعبیر انہوں نے Islam میں بیان کی ہے۔[40]

3. مسلم جدیدیت اور معقولیت کی تحریک

استعماری دور کے فکری دباؤ، مستشرقین کی علمی تنقید اور مسلم معاشروں میں پیدا ہونے والے سیاسی و تہذیبی زوال نے ایک ایسی ذہنی فضا تشکیل دی جس سے مسلم جدیدیت اور معقولیت کی تحریک وجود میں آئی۔ اس رجحان کے نمایاں حاملین میں سر سید احمد خان، مولوی چراغ علی، سید امیر علی، جمال الدین افغانی، محمد عبدہ اور ان کے فکری اثرات کے حامل اہلِ علم شامل تھے۔ ان مفکرین نے اسلام کو جدید دنیا کے سامنے اس انداز سے پیش کرنے کی کوشش کی جس میں عقلی استدلال، سائنسی

[36] Amini, M. "Critical Evaluation of Tafsir al-Manar." *Islamic Studies Journal*
[37] Rashid Rida, *Tafsir al-Manar*, vol. 9 (Cairo: Dar al-Manar, 1947), 582–584
[38] Fazlur Rahman. *Islam and Modernity: Transformation of an Intellectual Tradition*
[39] Femy Putri Nursyifa et al., "Criticism of Fazlur Rahman's Al-Qur'an Hermeneutics," Journal of 'Ulūm al-Qur'ān and Tafsir Studies 2, no. 1 (2023): pp. 4-10
[40] Fazlur Rahman, *Islam* (Chicago: University of Chicago Press, 1979), 38–40

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: January 21, 2026

ہم آہنگی اور اخلاقی تعلیمات کو بنیادی حیثیت حاصل ہو۔ اسی مقصد کے تحت انہوں نے نصوصِ دینیہ کی تعبیر میں عقل کو فیصلہ کن مقام دیا، جس کے نتیجے میں معجزات، غیبی امور اور حدیث و روایت کی روایتی تشریحات کو تاویلی زاویے سے بیان کیا جانے لگا۔ اس طرزِ فکر نے تفسیر، سیرت اور فقہ کے مباحث میں ایک نئے عقلی رجحان کو فروغ دیا جو دفاعی اور مقاصدی اندازِ بیان سے عبارت تھا۔ بعد کے علمی مباحث میں یہی امر زیرِ بحث آیا کہ جدید عقلیت پر اس حد تک اعتماد نے روایتی علمی منہج اور نصوص کی براہِ راست دلالت کو کمزور کیا اور یوں ایک ایسا تعبیراتی طریقہ سامنے آیا جو اپنے اسلوب میں کلاسیکی علمی روایت سے مختلف تھا۔[41][42]

4. سائنسی انقلاب اور عقل کا نیا غلبہ

سائنسی انقلاب نے مذہبی فکر اور تفسیری منہاج پر عمیق اثرات مرتب کیے۔ تجربیت، مشاہدہ، اور منطقی اصولوں کے غلبے نے ایک فکری فضا پیدا کی جس میں دینی نصوص کو سائنسی معیارات کے مطابق سمجھنے کا رجحان بڑھا۔ اس ماحول میں آیاتِ کونیہ کی سائنسی توضیحات سامنے آئیں اور مذہبی دلائل کی "سائنسی مطابقت" جدید ذہن کے لیے ایک مضبوط حوالہ بن گئی۔ یوں قرآن کی عقلی اور سائنسی بنیاد پر تعبیر ایک قائم شدہ رجحان کی صورت میں ظاہر ہوئی۔

اگرچہ "سائنسی تفسیر" کے بھی حقیقی نمائندہ سر سید احمد خان، محمد عبدہ، اور رشید رضا ہیں، لیکن اس رجحان کا جزوی علمی اثر بعد کے چند مسلم مفکرین اور اہلِ قلم میں بھی نظر آتا ہے۔ ان میں خصوصاً یہ نام نمایاں ہیں:

غلام احمد پرویز

انہوں نے معجزات، جنّات، فرشتوں اور بعض غیبی حقائق کی تعبیر کو طبیعیاتی و سائنسی پیرائے میں پیش کیا۔ اگرچہ وہ براہِ راست سائنسی تفسیر کے نمائندہ نہیں تھے، مگر سائنس کو معیارِ صداقت بنانے کا جھکاؤ ان کی تحریروں میں واضح طور پر موجود ہے۔ اس رجحان پر متعدد علمی تنقیدیں لکھی گئیں۔[43][44]

مثلاً: غلام احمد پرویز نے جنّات کی روایتی تعبیر کو مافوق الفطرت مخلوق کے بجائے سرکش اور نافرمان انسانی گروہوں سے تعبیر کیا۔ اسے ایک سماجی و نفسیاتی حقیقت قرار دیا۔ یہ تعبیر انہوں نے اپنی تفسیر مفہومُ القرآن میں سورۃ الجن کے ذیل میں بیان کی ہے۔[45]

شیخ طنطاوی جوہری (مصری مفسر)

ان کی تفسیر "الجواہر"، سائنسی مظاہر کی تفصیل، کائناتی نشانات اور طبیعیاتی حقائق سے بھرپور ہے۔ انہوں نے مذہبی فہم کو "سائنس سے ہم آہنگ" دکھانے کو ایک دعوتی طریقہ سمجھا۔ گو کہ ان کے نظریات پر بعد میں شدید نقد ہوا کہ وہ "قرآن کو سائنس کے تابع" بنا رہے ہیں۔[46]

[41] حافظ محمد زبیر، تحریکِ تجدد و متجددین

[42] Hourani, Albert. *Arabic Thought in the Liberal Age*

[43] Parwez, Ghulam Ahmad. *Mafhūm al-Qur'ān*. Lahore: Tolu-e-Islam Trust

[44] حافظ محمد زبیر، تحریکِ تجدد و متجددین

[45] Ghulam Ahmad Parwez, *Mafhum al-Qur'an* (Lahore: Idara Tolu-e-Islam, n.d.), under Surah al-Jinn

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
January 21, 2026

مثلا: شیخ طنطاوی جوہری نے اپنی تفسیر الجواہر میں قرآن کے متعدد مظاہر کو سائنسی اور طبیعیاتی اصولوں کے مطابق بیان کیا۔ مثلاً، سورۃ العلق میں انسانی تخلیق کے مراحل کو جنینی ارتقا کے مطابق سمجھایا، سورۃ النحل میں شہد کی مکھی کے کام کو طبیعیاتی حقائق کے ساتھ جوڑا، سورۃ الفرقان میں بارش اور نباتات کی افزائش کی سائنسی تعبیر پیش کی، اور سورۃ الحجر میں پہاڑوں اور زمین کی تشکیل کو قدرتی قوانین کے مطابق بیان کیا۔ ان تمام تعبیرات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے قرآن کے مظاہر کو ماورائی معجزات کے بجائے کائناتی و طبیعیاتی نظام کے تحت سمجھنے کی کوشش کی۔[47]

5. یورپ کے فکری دھاروں کا اثر: سیکولرزم، ریشنلزم، لبرلزم

یورپی فکری روایت جس میں سیکولرزم، ریشنلزم، لبرلزم، تاریخی تنقید اور فلسفیانہ ہیومنزم شامل ہیں جنہوں نے مسلم روشن خیالی کے متعدد مفکرین پر گہرا اثر ڈالا۔ ان دھاروں نے مذہب کو مابعد الطبیعیاتی دائرے سے نکال کر انسانی عقل، سماجی تناظر اور تاریخ کے تابع کرنے کی کوشش کی۔ جس کے اثرات مسلم دنیا میں بھی نمایاں ہوئے۔ خاص طور پر نصر حامد ابوزید، فضل الرحمٰن اور محمد ارکون جیسے مفکرین نے یورپی ہرمینیوٹکس، ساختیات، لسانی تھیوری اور تاریخی شعور کو مد نظر رکھتے ہوئے قرآن کی تعبیر کو ایک ''انسانی متن'' کے طور پر پڑھنے کا رجحان پیش کیا۔ ان کے نزدیک متن کا اصل مفہوم اس کے سماجی و تاریخی سیاق میں تشکیل پاتا ہے۔ یہی تصور بعد میں جدید مسلم فکر میں ''عقلی تفسیر'' کے لیے بڑے علمی جواز کا ذریعہ بنا۔ ان کے نظریات پر مسلم دنیا میں شدید تنقید بھی ہوئی، اور متعدد علمی مقالات و تھیسز نے یہ ثابت کیا کہ ان کی فکر میں یورپی سیکولر فلسفے اور ریشنلزم کا گہرا اثر موجود ہے۔

نصر حامد ابوزید:

نصر ابوزید نے قرآن کو ایک تاریخی لسانی متن (Historical-Linguistic Text) کے طور پر سمجھنے کی کوشش کی، جسے زمانے اور سماج کی تبدیلیوں کے ساتھ تعبیرِ نو کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کا طریقہ کار زیادہ تر جدید یورپی ہرمینیوٹکس، ڈسکورس تھیوری، ساختیات اور لسانیاتی تنقید سے متاثر تھا۔ نتیجتاً انہوں نے وحی کے نزول کو ایک "ثقافتی کمینیکیشن" کے عمل کے طور پر بیان کیا، جو کلاسیکی اسلامی نقطۂ نظر سے انحراف سمجھا گیا۔ ان کے کام میں سب سے نمایاں اشکال یہ سامنے آیا کہ انہوں نے وحی کی الہامی و فوق البشر حیثیت کو کمزور کیا اور متن کی معروضی تقدیس کی بجائے انسانی فہم کو اصل حیثیت دی۔ اسی تناظر میں کہا جاتا ہے کہ اُن کے نظریات میں یورپی سیکولر تنقیدی روایت کا واضح اثر پایا جاتا ہے۔[504948]

[46] Jawharī, Tantāwī. *Al-Jawāhir fī Tafsīr al-Qur'ān al-Karīm*. 26 vols. Cairo: Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1923
[47] [1] Sheikh Tantawi Jawhari, *Al-Jawahir fi Tafsir al-Qur'an* (Cairo: Dar al-Fikr al-'Arabi, 1980)
[48] Abu Zayd, Nasr Hamid. *Mafhūm al-Naṣṣ: Dirāsah fī 'Ulūm al-Qur'ān*. Cairo: al-Hay'ah al-Miṣriyyah, 1990

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: January 21, 2026

مثلا: نصر ابوزید نے سورۃ النساء، آیات 11–12 میں وارثت کے نصوص کی روایتی فقہی تعبیر سے اختلاف کیا۔ روایتی فقہ میں یہ نصوص دائمی قوانین کے طور پر سمجھے جاتے ہیں، لیکن ابوزید نے انہیں تاریخی اور سماجی تناظر میں عدل و انصاف قائم کرنے کے اصول کے طور پر دیکھا۔ یعنی نصوص کا مقصد صرف قانون نافذ کرنا نہیں بلکہ معاشرتی حالات اور انسانی فہم کے مطابق تقسیم وراثت کو عادلانہ بنانا ہے۔[51]

فضل الرحمٰن:

فضل الرحمٰن کا منہج ڈبل موومنٹ تھیوری (Two-Movement Theory) پر قائم ہے، جس میں قرآن کے خاص تاریخی حالات میں نازل شدہ احکام کو پہلے ان کے اصل اخلاقی و مقاصدی پس منظر میں دیکھا جاتا ہے اور پھر انہیں عصرِ حاضر کے لیے نئے فریم ورک میں ڈھالا جاتا ہے۔ یہ طریقہ لبرل ہیومینزم، جدیدیت(Modernism) ، اخلاقی ارتقاء (Moral Evolution) اور یورپی سوشل تھیوری سے متاثر سمجھا جاتا ہے۔ ان کے ہاں متن کی قطعی دلالت کم اور اخلاقی اصول زیادہ مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ تنقید یہ کی گئی کہ اس طریقہ کار میں بعض اوقات جزوی طور پر نصّ کے ظاہر کو پسِ پشت ڈال دیا جاتا ہے، جس سے روایتی اسلامی فقہ و تفسیر سے اختلافات پیدا ہوئے۔ تاہم یہ بھی درست ہے کہ انہوں نے قرآن کی تعبیر میں عقل، سیاق اور مقاصد پر زور دے کر جدید مسلم فکر پر گہرا اثر چھوڑا۔[53][52]

مثلا: فضل الرحمٰن نے سورۃ النساء(آیت 3) میں متعدد شادیوں کے احکام کو روایتی فقہی تعبیر کے بجائے اخلاقی اور معاشرتی مقصد کے تناظر میں پیش کیا۔ روایتی فقہ میں یہ نصوص صرف قانونی حدود و قیود کے طور پر سمجھی جاتی ہیں، لیکن فضل الرحمٰن نے انہیں پہلے تاریخی سیاق میں دیکھا اور پھر عصر حاضر کے لیے انصاف، اخلاقی توازن اور خواتین کے حقوق کی روشنی میں قابل اطلاق اصول کے طور پر تعبیر کیا، جو روایتی تفسیر سے ایک واضح اختلاف ہے۔

محمد ارکون:

محمد اَرکون اُن جدید مسلم مفکرین میں سے ہیں جنہوں نے اسلامی علوم کو سمجھنے کے لیے مغربی فکری طریقوں سے گہرا اثر لیا۔ انہوں نے قرآن اور اسلامی روایت کا مطالعہ ایسے نظریات کی روشنی میں کیا جو انسان، معاشرے اور زبان کے پیچھے کام کرنے والے اصولوں کی تحقیق کرتے ہیں۔ انہی میں انسانیات، اسٹرکچرلزم، پوسٹ

[49] Ahmad Sulaiman, "From Textuality to Discursity; The Hermeneutics of Qur'an Nasr Hamid Abu Zayd," *Sophist: Jurnal Sosial Politik Kajian Islam dan Tafsir* 5, no. 2 (July–December 2023): pp. 304-327
[50] Ismail Suardi Wekke, Acep Aam Amiruddin, and Firdaus, "Nasr Hamid Abu Zayd and the Hermeneutical of Qur'an," *Epistemé* 13, no. 2 (December 2018): pp. 483-507
[51] Nasr Abu Zayd, *Reformation of Islamic Thought: A Critical Historical Analysis*
[52] Fazlur Rahman. Islam and Modernity: Transformation of an Intellectual Tradition. University of Chicago Press, 1982
[53] Charles Kurzman (ed.). *Modernist Islam, 1840–1940: A Sourcebook*. Oxford University Press

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: January 21, 2026

اسٹرکچرلزم اور تاریخی تنقید جیسے طریقے شامل ہیں۔ ارکون کا مقصد یہ تھا کہ مذہبی متن کو صرف عقیدے کی بنیاد پر نہیں، بلکہ ایک فکری و سماجی عمل کے طور پر بھی سمجھا جائے۔ اسی لیے وہ "اسلامیاتِ اطلاقیہ" کا نظریہ پیش کرتے ہیں جس میں قرآن اور اسلامی روایت کو انسانی گفتگو، سماجی حالات اور تاریخی پس منظر کے تناظر میں پڑھا جاتا ہے۔ ان کے اس نقطۂ نظر کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ وحی کی تقدیس کے بجائے اسے ایک "انسانی معنی بنانے کے عمل" کے طور پر دیکھتے ہیں، جس پر علمی حلقوں میں شدید بحث بھی ہوئی۔ مجموعی طور پر انہیں اُن اہلِ فکر میں شمار کیا جاتا ہے جنھوں نے مغربی فکری اوزاروں کو جزوی طور پر اسلامی متون پر لاگو کیا اور جدید عقلی رجحان سے واضح طور پر متاثر دکھائی دیتے ہیں۔[54][55]

مثلاً: محمد ارکون نے سورۃ النور (آیت 2) میں زنا کی حد کے حکم کو روایتی فقہی قانون کے بجائے اخلاقی و سماجی نظم کے طور پر پڑھا۔ کلاسیکی تفسیر میں یہ آیت ایک قطعی قانونی سزا کے طور پر سمجھی جاتی ہے، جبکہ ارکون کے نزدیک یہ حکم ابتدائی مسلم معاشرے کی اخلاقی اصلاح اور سماجی ضبط کے لیے تھا، نہ کہ ہر زمانے کے لیے جامد قانونی فارمولا۔ اسی بنا پر وہ حدود کو ایک تاریخی نظمِ اخلاق قرار دیتے ہیں، جو روایتی فقہی موقف سے نمایاں اختلاف ہے۔

6. جدید ریاست، قانون، انسانی حقوق اور اجتہادی ضرورتیں

جب مسلمان معاشرے جدید قومی ریاستوں، نئے قوانین، شہری حقوق، خواتین کے مسائل، آئینی ڈھانچوں اور بین الاقوامی تعلقات کے نئے تقاضوں کا سامنا کرنے لگے تو قرآنی احکام کی تعبیر میں عقلی، مقصدی اور اجتہادی منہاج کی طرف ایک نمایاں رجحان پیدا ہوا۔ شریعت کے روایتی ابواب ان سیاسی و سماجی پیچیدگیوں کو مکمل طور پر محیط نہیں تھے، لہٰذا مفکرین نے قرآن کے اصولوں کو علل، مقاصد، مصلحت، سماجی ضرورت اور عقلی استدلال کی روشنی میں از سرِ نو سمجھنے کی کوشش کی۔ اسی رجحان نے بعد کے مفسرین اور مفکرین کو یہ راستہ دیا کہ وہ بھی اجتہاد، عقل، اجتماعی مصلحت، اور ریاستی ضرورتوں کو بنیاد بنا کر تفسیری نتائج اخذ کریں اگرچہ بعض مقامات پر یہ رجحان ضرورت سے آگے بڑھ کر "عقل پرستی" یا "سماجی قراءت" تک جا پہنچا، جس پر متعدد علماء نے نقد بھی کیا ہے۔

رشید رضا:

رشید رضا نے جدید ریاستی نظام، پارلیمانی ڈھانچے، قانون اور آئین کی بحث کے دوران مصلحت، اجتماعی ضرورت اور عقلی استنباط کے اصول کو تفسیر میں زیادہ نمایاں کیا۔ ان کی تفسیر المنار میں سیاسی و سماجی احکام کی تشریح واضح طور پر عقل و واقعہ (context) کے مطابق نظر آتی ہے۔ بعد کے مفسرین (خصوصاً اصلاحی فکر کے

[54] Arkoun, Mohammed. *Rethinking Islam: Common Questions, Uncommon Answers*. Westview Press, 1994
[55] Siti Rohmah Soekarba, "The Critique of Arab Thought: Mohammed Arkoun's Deconstruction Method," *Makara, Sosial Humaniora* 10, no. 2 (Desember 2006): pp. 79-87

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
January 21, 2026

حلقے) نے انہی اصولوں سے مزید وسیع اور بعض جگہ غیر محتاط اجتہادی نتائج نکالے۔ جس پر متعدد محققین نے تنقید کی کہ یہ اجتماعی مصلحت کو بلا حدود وسیع کر دیتی ہے۔[56] [57]

مثلا: رشید رضا نے سورۃ البقرہ (آیت 256) کی تفسیر میں اس آیت کو صرف اعتقادی آزادی تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے ریاستی نظم، شہری حقوق اور مذہبی جبر کی نفی کے ایک عمومی اصول کے طور پر بیان کیا۔ تفسیر المنار میں وہ واضح کرتے ہیں کہ اسلامی ریاست میں مذہب کے نام پر سیاسی یا سماجی جبر قرآن کے منشا کے خلاف ہے، اور یہ آیت جدید ریاست میں ضمیر کی آزادی اور قانونی تحفظ کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ یہ تعبیر کلاسیکی فقہی محدودیت سے آگے بڑھ کر عقلی اور سماجی مصلحت پر مبنی ہے۔[58]

محمد حمید اللہ:

ڈاکٹر حمید اللہ نے جدید بین الاقوامی قانون، ریاستی معاہدات، انسانی حقوق اور آئینی اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن و حدیث سے عقلی و قانونی استدلال اخذ کیا۔ ان کا طریقہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ جدید ریاست کی عملی ضرورتوں نے کس طرح اجتہادی و عقلی تعبیر کی گنجائش بڑھائی۔ بعد کے بعض مصنفین نے ان کے "state–centric approach" سے ایسے نتائج اخذ کیے جو شریعت کی اصل ساخت کے قریب نہیں تھے، مثلاً sovereignty اور diplomacy کو اسلامی اصولوں کے تابع کرنے کی بجائے معاصر نظام کے مطابق تشریح کرنا۔[59]

مثلا: ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے ارتداد کو صرف ایک دینی جرم کے طور پر نہیں بلکہ ایک سیاسی و قانونی مسئلہ کے تناظر میں دیکھا، اور اس پر بحث کو اسلامی ریاستی قوانین کے تحت رکھا۔ اس سے وہ روایتی فقہی موقف (جہاں ارتداد پر موت کی سزا اجماعاً شمار کی جاتی ہے) سے احتیاط اور تناظر میں اختلاف کرتے ہیں، جبکہ ارتداد کو دینی، سماجی اور ریاستی تعلقات کے حوالے سے پڑھتے ہیں نہ کہ صرف قطعی دنیاوی سزا کے طور پر۔[60]\

7. جدید سیکولر تعلیمی نظام اور عقل پر اعتماد کی تشکیل

استعمار کے دور میں قائم ہونے والے جدید سیکولر تعلیمی ادارے نہ صرف مذہبی نصوص بلکہ معاشرتی علوم، فلسفہ، لسانیات اور تاریخ کے ساتھ قرآن و سنت کے مطالعے کو جوڑنے کا ذریعہ بنے۔ اس تعلیمی ماحول نے معاشرے میں عقلیت پسندی اور منطقی منہاج کو فروغ دیا، جس کے اثرات مذہبی اور علمی حلقوں تک محدود نہ

[56] Rida, Rashid. *Tafsir al-Manār*.
[57] Malcolm Kerr, *Islamic Reform: The Political and Legal Theories of Muhammad Abduh and Rashid Rida*
[58] Riḍā, Rashīd. *Tafsīr al-Manār*. Cairo: Dār al-Manār.
[59] Hamidullah, Muhammad. *The Muslim Conduct of State*.
[60] Muhammad Hamidullah, *The Muslim Conduct of State: Being a Treatise on Siyar (Islamic International Law)*.

OPEN ACCESS

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: January 21, 2026

رہے بلکہ عام افراد کے فکر و عمل میں بھی محسوس کیے جا سکتے ہیں۔اس نظام کی وجہ سے مسلمانوں میں دلیل، استدلال، اور عقل پر اعتماد کا رجحان بڑھا، اور انہوں نے دینی مسائل کو صرف روایتی تعبیرات تک محدود نہیں رکھا۔اس رجحان سے متاثر ہونے والے افراد میں اگرچہ سر سید احمد خان جیسے مفکرین اس میں صف اول میں شامل ہیں۔ جنہوں نے عقلی تفسیر کو مضبوط کیا، مگر اس کے ساتھ ساتھ مجموعی معاشرتی سطح پر بھی سوچنے اور سمجھنے کا ایک نیا معیار قائم ہوا۔[61]

8. ڈیجیٹل انقلاب اور علم کی جمہوریت

جدید سیکولر تعلیمی نظام کے اثرات کے تسلسل میں، ڈیجیٹل انقلاب نے علم تک رسائی کو ہر سطح پر ممکن بنایا اور اسے جمہوری شکل دی۔ آن لائن وسائل، ڈیجیٹل لائبریریاں، اور علمی پلیٹ فارمز نے افراد کو مذہبی نصوص اور علمی مواد تک براہِ راست رسائی فراہم کی، جس نے قرآن اور سنت کی تفسیر میں عقلی جائزہ اور منطقی تجزیہ کے رجحان کو مزید فروغ دیا۔اس رجحان کے نتیجے میں، لوگ دینی اور مذہبی امور کو صرف روایتی تعبیرات یا نصوص کی سطح تک محدود نہیں دیکھتے، بلکہ ہر معاملے کو عقل اور دلیل کے پیمانے پر تول کر تجزیہ کرنے کے عادی ہوئے۔ جدید تعلیمی اداروں اور ڈیجیٹل ذرائع کے اس امتزاج نے اس بات کو یقینی بنایا کہ مذہب اور علم کے درمیان فکری توازن قائم رہے، مگر ساتھ ہی اس پر تنقید بھی ہوئی کہ اس رجحان سے بعض اوقات مذہبی معنوی گہرائیوں پر کمزور توجہ دی جاتی ہے۔[62][63]

9. مصنوعی ذہانت کا دور اور تعبیر میں الگورتھم کا کردار

مصنوعی ذہانت (AI) نے قرآن و حدیث کی تعبیر میں ایک جدید اور تجزیاتی جہت پیدا کی ہے۔ جہاں مختلف ٹولز اور تکنیکیں متن کی عقلی اور ڈیٹا پر مبنی تشریح ممکن بناتی ہیں۔ مثال کے طور پر **NLP (Natural Language Processing)** انسانی زبان کو کمپیوٹر کے لیے قابل فہم بناتا ہے، تاکہ AI قرآن اور حدیث کے الفاظ کو پڑھ کر ان کے معنی سمجھ سکے اور تعلقات جانچ سکے۔ **Semantic Analysis** یہ دیکھتا ہے کہ الفاظ اور جملے اصل میں کیا مطلب رکھتے ہیں اور ان کے درمیان معانی کے تعلقات کیا ہیں، جیسے لفظ "نور" مختلف سیاق و سباق میں مختلف معنی رکھتا ہے۔ **Algorithmic Mapping** کے ذریعے AI متن کے مختلف حصوں کو ایک منطقی اور ریاضیاتی طریقے سے ایک دوسرے سے جوڑتا ہے تاکہ patterns اور روابط سامنے آئیں اور **Lexical Networks** الفاظ اور ان کے استعمال یا معانی کے تعلقات کا ایک نیٹ ورک بناتا ہے، جو یہ دکھاتا ہے کہ کون سا لفظ کہاں اور کس معنی میں آیا۔

[61] Mohammad Allam, "Role of Modern Education in Re-construction of Islamic Society," *European Academic Research* 3, no. 10 (January 2016): 10375-10394.
[62] Pipin Armita, "Digital Da'wah and Quranic Interpretation: Opportunities, Distortions, and Ethics in the Spread of Interpretations on Social Media," *International Journal of Islamic Thought and Humanities* 4, no. 1 (March 2025): 154-164
[63] Armita, Pipin. "Digital Da'wah and Quranic Interpretation: Opportunities, Distortions, and Ethics in the Spread of Interpretations on Social Media." *International Journal of Islamic Thought and Humanities* 4, no. 1 (March 2025): 154-164

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
January 21, 2026

تاہم، قرآن و حدیث کی اصل تفہیم کا مکمل تاریخی اور فقہی ڈیٹا صحابہ، تابعین، تبع تابعین، اور محدثین کی روایت شدہ فہم اکثر AI کے الگورتھم میں دستیاب نہیں ہوتا۔ نتیجتاً، AI محدود ڈیٹا اور الگورتھم کے مطابق ایک ذاتی نوعیت کا انیلیسس پیش کرتا ہے، جو بعض اوقات مرادِ شریعت یا فقہی حقیقت سے مختلف ہوتا ہے۔ یہ مشینی انیلیسس انسان کی عقل یا AI کی مصنوعی عقل کے اشتراک کے طور پر سامنے آتا ہے اور بعض اوقات اسے حقیقی اور حتمی نتیجہ سمجھ کر معاشرے میں پھیلایا جاتا ہے۔ اس طرح، AI ایک محدود علمی بنیاد پر عقلی تعبیر یا مفاہیم کی تشریح پیش کرتی ہے، جس میں اصل دینی نصوص کی مکمل فہم شامل نہیں ہوتی، اور یہ عمل نئے دور میں عقل کی تعبیر اور محدود علم کو پھیلانے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

ہر دور میں عقل پر انحصار کی مشترکہ وجوہات:

1. معاصر افکار و نظریات سے مرعوبیت

ہر دور میں مسلمانوں کے علمی ماحول پر بیرونی یا معاصر افکار و نظریات کا اثر رہا ہے۔ فلسفہ، سوشل سائنسز، لبرل ازم، اور جدید سیاسی و سائنسی تحریکیں بعض اوقات اس حد تک اثر ڈالتی ہیں کہ مفسرین قرآن کریم کی تعبیر میں اپنی عقل اور معاصر فکر کو زیادہ فوقیت دینے لگتے ہیں۔ اس رجحان میں نصوص کی اصل روح بعض اوقات جزوی طور پر نظرانداز ہو جاتی ہے، اور عقلی منہاج کو فروغ حاصل ہوتا ہے تاکہ معاصر ماحول میں قبولیت بنائی جا سکے۔ اس حوالے سے متعدد علمی مضامین اور تھیسز میں روشنی ڈالی گئی ہے کہ کس طرح معاصر نظریات نے عقل پر مبنی تفسیر کو فروغ دیا اور بعض مقامات پر نصوص کے معنوی اعتبار پر اثر ڈالا۔[64]

2. قبولیت کی خواہش اور عقل کے مطابق ہم آہنگی

کئی علماء اور مفکرین نے اس خواہش کے تحت قرآن کریم کی تعبیر میں اپنی ذاتی یا عوامی فہم کو فوقیت دی، تاکہ اپنی رائے کو دوسروں کے لیے زیادہ قابل قبول بنایا جا سکے۔ یہ رجحان بعض اوقات تعلیمی، سیاسی یا سماجی دباؤ کے سبب پیدا ہوتا ہے، اور مفسر اپنی عقل کے مطابق نصوص کو بیان کرنے لگتا ہے۔ اس سے یہ خطرہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کی اصل روح اور شریعت کی مراد کچھ حد تک متاثر ہو جاتی ہے۔

3. نااہلیت

[64] ابو سعد عبید الرحمن محسن، تفسیرِ قرآن کے اصول و قواعد

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: January 21, 2026

تاریخی طور پر کئی مقامات پر مفسرین یا طلبہ کی محدود فہم، ناقص منابع یا جہالت کی وجہ سے قرآن کی تفسیر میں عقل کو زیادہ فوقیت دی جاتی رہی ہے۔ جب شخص کے پاس مکمل دینی یا تاریخی معلومات نہیں ہوتیں، وہ اپنی موجودہ سمجھ، تجربات اور معاصر اصولوں کو استعمال کر کے تفسیر پیش کرتا ہے۔ اس رجحان پر کئی ماہرین نے تنقیدی مضامین اور تھیسز میں روشنی ڈالی ہے، جہاں بتایا گیا ہے کہ کس طرح علمی محدودیت اور جہالت نے عقل پر مبنی تفسیر کے رجحان کو جنم دیا۔[65]

4. پہلے سے قائم خیالات اور تعصبات

بعض اوقات مفسرین یا محققین پہلے سے ایک ذہن یا نظریہ بنا لیتے ہیں، اور پھر قرآن و حدیث کی تشریح اسی ذہنی فریم ورک کے مطابق کرتے ہیں۔ یہ ذہنی تعصبات یا پہلے سے قائم شدہ مفروضات نصوص کی حقیقی تشریح کو متاثر کرتے ہیں اور عقلی منہاج کو جزوی طور پر اپنی ذاتی سوچ کے مطابق ڈھال دیتے ہیں۔[66]

خلاصہ:

معاصر دور میں قرآنی تفسیر کے متعدد رجحانات ایسے سامنے آئے ہیں جن میں عقل کو ایک غالب اور فیصلہ کن معیار کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ اگرچہ اسلام میں عقل ہمیشہ سے ایک اہم ذریعۂ فہم رہی ہے، لیکن اس کا غیر متوازن استعمال جب وہ وحی اور اصولِ تفسیر سے آزاد ہو جائے تفسیری انحرافات اور نئی معرفتی الجھنوں کو جنم دیتا ہے۔ اس رجحان کے پیچھے مختلف فکری، سماجی اور نفسیاتی عوامل کارفرما ہیں جو مجموعی طور پر آج کے مفسر یا طالب علم کو کلاسیکی مناہج سے دور اور محض عقلی تعبیر کی طرف مائل کرتے ہیں۔

1. سب سے نمایاں محرک جدید مغربی فکر کا مسلسل اثر ہے۔ جدیدیت، عقلیت، سیکولرازم، اور انسانی خود مختاری کے اصول نے علمی فضا کو اس حد تک متاثر کیا ہے کہ بعض اہلِ فکر غیر شعوری طور پر قرآن کو انہی معیارات پر پرکھنے لگتے ہیں جو مغربی epistemology نے طے کیے ہیں۔
2. اس کے ساتھ ایک اہم محرک سماجی قبولیت اور علمی توقیر کی خواہش بھی ہے۔ بہت سے افراد جدید ذہن تک رسائی اور علمی حلقوں میں جگہ بنانے کے لیے قرآن کی تعبیر کو اتنا rational بنانا چاہتے ہیں کہ وہ عمومی عقلِ عامہ کے مطابق محسوس ہو خواہ اس میں نص کے اصل منشا کی قیمت ہی کیوں نہ ادا ہو جائے۔
3. اسی طرح کلاسیکی اصولِ تفسیر میں کمزور رسائی اور روایتی منہج کی عدم تربیت بھی اس انحصار کو بڑھا دیتی ہے۔ جب بنیادی علمی اوزار کمزور ہوں تو انسان اپنی رائے، قیاس، یا سطحی عقل پر زیادہ جھک جاتا ہے۔
4. اس کے ساتھ ایک بڑا سبب ذہنی، مذہبی یا نظریاتی تعصبات ہیں۔ انسان جس تاثر یا مفروضے کو پہلے ہی درست سمجھ رہا ہو، وہ قرآن کو بھی اسی زاویے سے پڑھنے لگتا ہے، نتیجتاً عقل دلیل سے زیادہ تعصب کی خدمت کرتی ہے۔

[65] ابو سعد عبید الرحمن محسن، تفسیر قرآن کے اصول و قواعد

[66] Principles of Qur'ānic Exegeses in Subcontinent Evolution, Diversity & Its Motives, JRIS, Vol. 04, Issue 02

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
January 21, 2026

5. معاصر منظرنامے میں ایک نیا عنصر مصنوعی ذہانت (AI) اور اس کی الگور تھمک تفاسیر بھی ہے، جن کے محدود، غیر تربیت یافتہ یا مغربی علمی ذخیرے پر مبنی ڈیٹا سیٹس بعض اوقات جزوی، بے سیاق یا غیر معتبر معانی پیدا کر دیتے ہیں۔ اس سے بھی عقل پر انحصار مزید بڑھتا ہے کیونکہ انسان متن کے بجائے "جنریٹڈ معنی" پر اعتماد کرنے لگتا ہے۔

ان تمام عوامل کا مجموعی اثر یہ ہے کہ بعض معاصر تفاسیر میں عقل نص پر غالب آ جاتی ہے، اور وہ فہم جو صحابہ، تابعین اور سلفِ صالحین نے نہایت وثوق، نقل و عقل کے متوازن استعمال اور براہِ راست تربیت کے ساتھ آگے منتقل کیا وہ پس منظر میں چلا جاتا ہے۔ نتیجتاً تفسیر کا منہج اپنی اصل بنیادوں اُصولُ التفسیر، لغت، سیاق، فہمِ سلف، احادیث مبارکہ، اور نقل و عقل کے درست توازن سے ہٹ کر نئی تاویلات کی طرف جھکنے لگتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ عقل کا استعمال تفسیر میں ایک نعمت ہے، لیکن جب یہ اپنی حدوں سے تجاوز کر جائے اور وحی، اصول اور فہمِ سلف کی رہنمائی سے الگ ہو جائے تو یہ تفسیر میں مضبوطی کے بجائے کمزوری کا باعث بنتا ہے۔

OPEN ACCESS

CC BY